نے سخت احتجاج کیا ہے اور پاکستان حکومت سے اپیل کی ہے کہ وہ ہندوستان میں بدامنی کے لئے اپنی ناپاک حرکات سے باز آجائے۔ مگر اس کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی ہے حکومت پاکستان کو یہ بات اچھی طرح باور کرنی ہی ہوگی کہ وہ اپنے پڑوسی ممالک کے ساتھ اپنے تعلقات کو خوشگوار بنا کر ہی اپنی ترقی کرسکتا ہے نہ کہ وہ دوسرے کسی ملک کے اشارے وشہ پر اپنے پڑوسی ملک میں بدامنی وتشدد کو اکسا کر کوئی کامیابی حاصل کرسکتا ہے۔ اس سے تو وہ خود کسی دن تباہی وبربادی کے غار میں ہی جاگرے گا۔

بابری مسجد کی مسماری کے پاداش میں ملک کی چار صوبائی بھاجپا حکومتوں کو مرکزی حکومت نے برخاست کیا تھا وہاں ماہِ نومبر ۱۹۹۳ء میں انتخابات کا اعلان ہوچکا ہے اور اس کے ساتھ ہی دہلی میں بھی اسمبلی کی تشکیل کے بعد پہلی مرتبہ اسمبلی کا انتخاب نومبر میں ہی ہو رہا ہے۔

پاکستان کی قومی وصوبائی اسمبلی انتخاب میں مذہبی جماعتوں کو جسطرح شکست کا منہ دیکھنا پڑا ہے کیا ہندوستان کے چاروں صوبوں کی اسمبلیوں اور دہلی اسمبلی کے انتخاب میں مذہب و جاتی واد کی نام لیوا جماعتوں کو کتنی کامیابی اور کتنی ناکامی سے ہمکنار ہونا پڑے گا اس کے بارے میں کچھ کہنا قبل از وقت ہوگا۔ ابھی تو الیکشن مہم شروع ہوئی کانگریس نے سیکولرزم کی بقار دتحفظ کا بیڑہ اٹھایا ہوا ہے اور وہ اسی بات کے اردگرد اپنی الیکشن مہم چلائے ہوئے ہے۔ جبکہ اس کی مدمقابل جماعتیں بھارتیہ جنتا پارٹی تو دھرم کی سیاست ہی کی طرف گھومتی دکھائی دے رہی ہے اس کے ایک اہم لیڈر جناب اٹل بہاری باجپئی جو ۶ دسمبر ۱۹۹۲ء کو بابری مسجد کی شہادت پر تڑپ اٹھے تھے اور اس کی مسماری کو نیشنل ٹریجڈی تک کہنے پر مجبور ہوگئے تھے اب یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ اسمبلی انتخابات ہمارے ۶ دسمبر ۱۹۹۲ء کے اقدام پر مہر تصدیق ثبت کریں گے۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ اگر بھاجپا یہ انتخابات جیت گئی تو پھر انھیں یہ کہنے میں قطعاً تامل نہ ہوگا کہ ۶ دسمبر ۱۹۹۲ء کو بابری مسجد کی مسماری کرکے ہم نے ملک کے مفاد کا عظیم کارنامہ انجام دیا ہے۔ اور اگر بھاجپا کو اس انتخاب میں شکست فاش ہوئی تو پھر ہماری ان سے صرف اتنی ہی گذارش ہے کہ وہ تمام انسانیت کے آگے شرمسار ہوں

اور بے جھجک معافی مانگ لیں اور آئندہ کسی ایسے اقدام کو کرنے سے توبہ کرلیں ۔ جنتا دل نے سماجی انصاف کا نعرہ دیا ہے اور اقلیتوں کے لئے کچھ کر دکھانیکے لئے بڑی بڑی باتیں کہی ہیں۔ مگر ہم نہیں سمجھتے کہ وہ جنتا دل جسکی اپنی مرکزی حکومت کے زیر سایہ رام رتھ یاترا کے ذریعہ جناب لال کرشن اڈوانی نے تمام ہندوستان کے قصبات و شہروں، گاؤں میں گھوم پھر کر سادہ لوح عوام کے ذہنوں اور دلوں میں فرقہ پرستی کا زہر بھرا ہو، اور جس جنتا دل کے نام پر جموں و کشمیر میں اپنی گورنری کے زمانے میں لا اینڈ آرڈر کے نام پر ظلم وستم کرنے والے مسٹر جگموہن راجیہ سبھا میں براجمان ہیں اور ایک دوسرے ممبر مسٹر رام جیٹھ ملانی جو اپنی اقلیت دشمنی میں کسی بھی موقع پر پیچھے نہیں دکھائی دیتے ہیں، کی موجودگی میں اگر اقلیت کے لوگ جنتا دل سے کوئی امید و توقع رکھتے ہیں تو ہم اسے ان کی سادہ لوحی اور کم عقلی اور دور اندیشی سے دور بات ہی کہیں گے۔ اب رہا ملائم سنگھ کی سماجوادی پارٹی اور کانشی رام کی بہوجن سماج پارٹی تو اس کے بارے میں ہم صرف یہ ہی کہنا چاہیں گے کہ ان کی اتر پردیش کے علاوہ اور کسی دوسری جگہ کوئی اہمیت نہیں ہے۔ یوپی میں ملائم سنگھ اور کانشی رام کے درمیان میں سمجھوتہ ہو چکا ہے یہ سمجھوتہ انتخاب کے بعد کتنی مدت تک برقرار رہے گا اس کے بارے میں کسی کو یقین کے ساتھ کچھ پتہ نہیں ہے۔

کانگریس، بھاجپا، جنتا دل اور ملائم سنگھ یادو کی سماج وادی پارٹی اور کانشی رام کی بہوجن سماج پارٹی کی پہچان و خصوصیت سے واقفیت کے بعد ہندوستان کی ان چاروں ریاستوں مدھیہ پردیش، راجستھان، ہماچل پردیش، اتر پردیش کے ساتھ دہلی کے تمام ووٹروں کے لئے لمحۂ فکریہ ہے کہ ملک کے مفاد ملک کی یکجہتی اور ملک کی بقاء و ترقی کے لئے کس جماعت کو اپنے ووٹ کا اہل سمجھیں ـــــ پڑوسی ملک پاکستان کی قومی و صوبائی اسمبلی کے انتخابات میں وہاں کے عوام نے جسطرح نعرے باز اور مذہبی جنون والی جماعتوں کو نظر انداز کرکے ملک و عوام کے مفاد و ترقی کے لئے کام کرنے کا عہد و یقین دلانے والی جماعتوں کو منتخب کیا ہے۔ کیا بھارت کے ان صوبوں کے عوام بھی جہاں اسمبلی کے انتخاب ہو رہے ہیں، اس راہ عمل کو اپنائیں گے۔ یا نہیں یہ دیکھنے کی بات ہوگی۔ کانگریس کے ترجمان مسٹر گیڈ گل نے بھی پاکستان کے عوام کی اس بات